

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اشارات

۴۰

مسلمان اس وقت بحیثیت ایک قوم کے جن بڑے بڑے مسائل سے دوچار ہیں ان کا ابھی تک پوری طرح جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔ ہمارے سوچنے سمجھنے والے طبقے ان مسائل کا کچھ نہ کچھ ادراک ضرور رکھتے ہیں اور ان پر غور و فکر کرتے بھی رہتے ہیں، لیکن عام طور پر جو بحثیں پڑھنے اور سنتے میں آتی ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ نہ تو ان مسائل کا پورا احاطہ کیا گیا ہے اور نہ ان کا تجزیہ کر کے دیکھا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مسئلہ کیا نوعیت رکھتا ہے، کیا اس کے اسباب ہیں، کیا اس کی اہمیت ہے، کیا وہ حل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوم بحیثیت مجموعی اب تک اپنے اصل مسائل سے غافل سی رہی ہے۔ ہمارے اندر بڑی تعداد سے لوگوں کی بھی ہے جن کی خواہش اور کوشش یہی ہے کہ قوم کو ان مسائل سے آگاہ کیا اور رکھا جائے۔ وہ اس کی توجہ ان سے ہٹا کر سنگامی معاملات کی طرف پھیرتے ہیں۔ وہ اسے اب تک وہی لگتے ہیں جو اسے پہلے پار ہے۔ وہ اسے تھپکا دیتے ہیں۔ وہ اسے بے گنت کر دیتے ہیں کہ یہ مسائل یا تو موجود ہی نہیں ہیں یا ہیں بھی تو ان کے لئے کچھ زیادہ ہے، اب اس کی بات نہیں۔ یہ باتیں غور و انداز کے ساتھ کی جا رہی ہوں یا ہوشیاری کے ساتھ، اور اپنے فرائض کے لئے یہ کتنا ہی مفید ہوں، بہر حال قوم کی خیر خواہی کا ان میں شاہد ہے کہ لے مزاج ہے۔ قوم کی ساری اسی میں ہے کہ اس کے سامنے واضح طور پر وہ سارے مسائل رکھ دئے جائیں اور کچھ سے اس کو غور و فکر ہونا ہے، پھر اسے یہ سوچنے کی دعوت دی جائے کہ آیا وہ اپنی موجودہ مسلمان

میں ان مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے قابل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو الحمد للہ، اور نہیں ہے تو سے لایا
اپنے اندر تبدیلی کرنی ہوگی اور غور کرنا پڑیگا کہ وہ تبدیلی کس نوعیت کی ہو۔

ہمارے لئے اس وقت سب سے زیادہ تاریک اور سب سے بڑھ کر دلخراش مسئلہ ان مسلمانوں کا ہے
جو تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں رہ گئے ہیں تقسیم کے وقت ان کی تعداد پانچ کروڑ کے لگ بھگ تھی،
یعنی ہماری قوم کا پورا نصف حصہ تقسیم کے بعد ان میں سے کئی لاکھ فنا کے گھاٹ اتار دئے گئے، ایک
تعداد جبراً غیر مسلم بنالی گئی، ساٹھ ستر لاکھ پاکستان میں دھکیل دئے گئے اور دس پندرہ لاکھ کو حیدر
آباد، پٹنہ، لکھنؤ، پٹنہ، اب اندازہ کیا جاتا ہے کہ چار کروڑ مسلمان ہندوستان میں باقی ہیں۔ یہ باقی ماندہ مسلمان
آج انڈین پرنسپل میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو روس کے ماتحت مفتوح جرنیوں اور امریکہ کے ماتحت
شکست خوردہ جاپانیوں کی حیثیت ہے۔ دس سال کی تلخ و تیز قومی جنگ کے بعد اب وہ بالکل بے
بسی کے ساتھ اپنے سابق حریفوں کے قبضے میں ہیں۔ انہیں ”پاکستان زندہ باد“ کی وہ قیمت دینی
پڑے ہے جو ان کے شہری حقوق ہی کو نہیں، انسانی حقوق تک کو کھا گئی ہے۔ وہ سب فدا اور سب
ہیں۔ ہر ایک کی ذمہ داری مشتبہ ہے۔ ہر ایک کے لئے خائفہ تلاشی اور گرفتاری مقدر ہے اللہ
سے باری آنے میں ابھی کچھ دیر ہو۔ پوری قوم اصل میں برغمال بن چکی ہے۔ اس کے لئے عزت
گی کا دروازہ بند ہے اور صرف تین راستے کھلے ہوئے ہیں: یا تو بڑا درخت مرید ہو جائے،
یا سب سے بدتر حالت میں رہے، یا پھر خاموشی کے ساتھ ان سب تدبیروں کو برداشت کرتی چلی جائے
انتیازی ہستی کو مٹانے اور اسے ہندو قومیت میں جذب کرنے کے لئے عمل میں لائی جا رہی ہیں
اگر یوں ہی جاری رہی تو مستقبل قریب میں مسلمان ہندوستان سے اسی طرح غائب ہو جائیں گے
ہاں دلس اور متقلب سے غائب ہو چکے ہیں، لا قدر اللہ۔

کروڑ مسلمانوں کی یہ عظیم اشان قوم اس وقت بالکل بے سہارا ہے۔

جس سیاست پر اب تک اس کا مدار کار تھا اس کی بساط انقلاب کے ایک ہی پٹے نے الٹ دی۔ جس قومی تنظیم پر اس کا سارا اعتماد تھا وہ طوفان کا ایک تھپیڑا بھی نہ رہ سکی۔ جن لیڈروں کے ہاتھ میں وہ اپنے معاملات سونپ کر مطمئن ہو بیٹھی تھی وہ اس کے لئے بالکل بے کار ثابت ہوئے۔ ان کے کچھ اکابر تو خاموشی کے ساتھ اٹھ کر پاکستان چلے آئے، اور باقی اکابر و اصغر سب دشمنوں کے آگے توبہ و استغفار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ سیرت و اخلاق کے بغیر جو لوگ محض نعروں کے بل پر لیڈر بنے تھے وہ زلزلے کا رخ بدل جانے کے بعد ایک دن بھی اپنے قبیلے کی سمت استوار نہ رکھ سکے۔ انقلاب کی پہلی ہی رات وہ اپنے ان سارے نظریات اور اصولوں کو طلاق مغلط دے بیٹھے جن پر دس سال سے اپنی قوم کو لٹا رہے تھے۔ دو قومی نظریہ یک نخت ان کے نزدیک باطل ہو گیا۔ یک قومی نظریے کی صدا اچانک ان پر منکشف ہو گئی۔ ترنگے جھنڈے کی عقیدت یکا یک ان کے دل میں گھر کر گئی چند روز کے اندر ان مجاہدین ملت کو وطن پرستی میں ایسا شرح صدر نصیب ہوا کہ ان کے حلقے سے مخلوط ہندو مسلم شادیوں تک کی تجویزیں آنے لگیں تاکہ مسلمہ ہندو کے اندر سے یہ کجخت ”من دیگرم تو دیگر بھی“ کا احساس تو کسی طرح دور ہو! اس پورے گروہ میں سے ایک کوہ کن بھی نہ نکلا جو بازی کھونے کے بعد سروے ساری جماعت بازی گروں سے پٹی پڑی تھی جنہوں نے عجیب عجیب فلک بازیوں کھا کر دنیا کو اپنی بود اور کھ کھلے اخلاق کا تماشا دکھایا اور اس قوم کی رہی سہی عزت بھی خاک میں ملا دی جس کے وہ نما نہ بنے ہوئے تھے۔

ان سے مایوس ہو کر اس ڈوبتی ہوئی قوم نے ان تنکوں کا سہارا لینا چاہا جو پہلے سے کانگریس و سطح پر تیر رہے تھے، مگر اب وہ بھی اس کے لئے بے کار ثابت ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ بھی وہی رائے رکھتا ہے کہ مسلمان اپنے امتیازی وجود کو خود بھول جائیں اور ہندی قومیت میں آپ کو گم کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تحفظ ذات کا نہیں بلکہ ”آسان بیری“ کا نسخہ ہے جو مسلمان کو نہ پہلے راس آیا تھا اور نہ اب راس آ سکتا ہے۔ دوسرا گروہ کچھ مسلمان کے ”مستقل وجود اس کے“ ”حقوق“ کا بھی تصور رکھتا ہے، مگر یہ نام زبان پر آتے ہی پرانے سے پرانا کانگریس

بھی ہندو قوم پرستوں کی نگاہ میں بس ایک نقاب پوش لیگی بن کر رہ جاتا ہے۔

ہندوستان کے ان مسلمانوں کا مسئلہ اس وقت درحقیقت ہمارا سب سے بڑا قومی مسئلہ ہے۔ تقسیم نے ہیں کاٹ ضرور دیا ہے، مگر وہ ہیں ہماری ہی قوم کا ایک حصہ، اور معمولی نہیں پورا چھ حصہ۔ ان کو ہم یوں ہی مٹنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتے۔ ان کا ہم پر سب سے بڑا حق ہے، اس لئے کہ جس پاکستان سے ہم متعلق ہو رہے ہیں اس کی اصل قیمت انہی نے ادا کی ہے۔ وہ اس لئے بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہیں کہ ہمارا بہترین مردم خیز حصہ وہی ہیں۔ انہیں اس بنا پر بھی مذرغافل نہیں کیا جاسکتا کہ ہماری ہزار سالہ تہذیب کے تمام چیدہ ثمرات اور ہمارے تمام بڑے بڑے معاہدہ اور اداروں کے امانت دار وہی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آخر ہم ٹھنڈے دل سے یہ بات کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے پچھلے ایک ہزار سال میں جو محنتیں درجہ جانفشانیوں اسلام کے پیغام کو اکناف ہند میں پھیلانے کے لئے کی ہیں ان سب پر پانی پھر جائے اور توحید کی دعوت صمٹ کر بڑے عظیم ہند کے صرف دو چھوٹے چھوٹے خطوں میں محدود ہو جائے لہذا کوئی شخص بے پروائی کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔ نہیں یہ پاکستان کا بھی ویسا ہی مسئلہ ہے جیسا ہندوستان کا ہے، اور فی الواقع یہ اس پوری ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے جو اس مصنوعی تقسیم کے باوجود اب بھی ہندوستان اور پاکستان میں ایک ہی ملت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان چار کروڑ مسلمانوں کو بچانے، اور ہندوستان میں اسلام کی دعوت کو زندہ اور تازہ رکھنے کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اب تک چونکہ قومی حیثیت سے ہمارا مدار کار بالکل مسلم لیگ کے نظام اور اس کی قیادت پر رہا ہے اس لئے یہ سوال لازماً اسی کی طرف پھرتا ہے۔ کیا تقسیم سے پہلے مسلم لیگ کی قیادت غلطی نے اس مسئلے کا کوئی حل تجویز کیا تھا؟ کیا تقسیم کے بعد ہندوستان میں مسلم لیگ کی سیاست اور قیادت کے لئے کام کرنے کا اب کوئی موقع ہے؟ کیا پاکستانی مسلم لیگ اس بارے میں

اپنے پاس کوئی لائحہ عمل رکھتی ہے؟ کیا پاکستان کی موجودہ حکومت اس قابل ہے کہ ہندو مسلمانوں کی قسمت پر کوئی اچھا اثر ڈال سکے یا ہندوستان میں اسلام کے مستقبل کو درخشاں نہیں تو کم از کم محفوظ ہی کرنے کے لئے کچھ کر سکے؟ اگر ان سوالات کا کوئی جواب ہے تو اسے معلوم کر کے ہم بہت خوش ہونگے۔ اگر نہیں ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تک ہمارے قوی معاملات کی سربراہ کاری موجود سیاست و قیادت کے ہاتھ میں ہے، اپنی ملت کے اس سب سے بڑے مسئلے کا کوئی حل ہمارے لئے ممکن نہیں ہے، اور یہی سیاست و قیادت ہماری سربراہ کار رہی تو ہمیں چند سال کے اندر یہ دیکھنے کے لئے تیار رہنا چاہیے کہ واگہ سے اس کماری تک اور مشرقی نیگال کی سرحدوں سے کاٹھیاواڑ کے سواحل تک کا پورا علاقہ اسلام سے خالی ہو جائے!

دوسرے مسائل پاکستان سے متعلق ہیں۔ عنوان ”مسائل کو لپیٹ کر صرف ایک بڑا مسئلہ بنانے“ سامنے پیش کیا جاتا ہے جس کا عنوان ہے ”پاکستان کا دفاع اور استحکام“ اور اس کا حل یہ پیش کیا جاتا ہے کہ سب پاکستانی مل کر ایک ہو جائیں اور فوجی حیثیت سے مضبوط ہوں۔ لیکن تھوڑا سا تجزیہ کرنے ہی پر یہ بات کھل جاتی ہے کہ پاکستان کا دفاع و استحکام کوئی ایک سادہ سا مسئلہ نہیں ہے بلکہ بہت سے مسائل کا مجموعہ ہے، اور اس کا حل بھی اتنا سادہ نہیں ہے جتنا اسے سمجھ لیا گیا ہے۔ کیا ایک ملک جس کے اخلاق کو گھن لگا ہوا ہو محض اسلحہ اور فوجی تربیت کے لئے پرکھڑا ہو سکتا ہے؟ کیا ایک ملک جس کے عناصر ترکیبی کو ایک دوسرے سے بھاڑنے اور باہم متفہم کرنے کے لئے بہت سے طاقت و اسباب موجود ہوں بس ”ایک ہو جاؤ“ کی تسبیحیں پڑھنے سے واقعی ایک ہو سکتا ہے؟ پس بجائے اس کے کہ ہم سادگی و سادہ لوحی سے خود کام لیں یا دوسروں کو سادہ لوح فرض کر کے ان کی توجہ حقیقی مسائل سے ہٹانے اور فرضی مسائل کی طرف پھرنے کی کوشش کریں، ہمیں واضح طور پر یہ دیکھنا چاہئے کہ فی الواقع پاکستان کا بقا، تحفظ اور اس کا استحکام کن مسائل سے وابستہ ہے اور ہم کس طرح انہیں حل کر سکتے ہیں۔